020/125

روزنامہ

منگل 2 جون 2015ء 14 شعبان 1436 ہجری 2 احسان 1394 ہش

تاکہ تم پر رحم کیا جائے

تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (النور:57,56)

27 مئی یوم خلافت کے حوالے سے قدرت ثانیہ اور خلافت کی اہمیت و برکات کا پُر معارف بیان، عہدیداران اور مربیان کو نصائح

دینی ترقی بغیر خلافت کے نہیں ہوسکتی اور جماعت کی وحدت خلافت کے بغیر قائم رہ ہی نہیں سکتی

عہدیداران، مربیان اور دین کا علم رکھنے والے خلیفہ وقت کے دست و بازو بنیں۔ اپنے دینی علم، اخلاص وتقویٰ اور خلافت کے ساتھ تعلق کو بڑھائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015ء بمقام فرینکفرٹ جرمنی کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 مئی 2015ء کو فرینکفرٹ جرمنی سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے 27 مئی یوم خلافت کے حوالے سے خلافت احمدیہ کے قیام، اس کی اہمیت اور خلافت کے ذریعہ ہونے والی ترقیات اور برکات کا پر معارف تذکرہ فرمایا نیز خلیفہ وقت کی اطاعت وفرمانبرداری اور خلافت کے ساتھ جڑے رہنے اور اس سے وابستہ رہنے کی تلقین فرمائی۔ خطبہ کے شروع میں حضور انور نے تا قیامت خلافت کے فیضان اور انعام کے جاری رہنے کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی حدیث اور اس کی تشریح بیان فرمائی۔ اور پھر فرمایا کہ آپؐ نے اپنے جس پیارے کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ ایمان کو ثریا سے زمین پر لے آئے گا اللہ نے ہمیں اس کے ماننے والوں میں شامل فرمایا اور پھر جماعت احمدیہ مبائعین پر یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ آپ کے بعد جاری سلسلہ خلافت کی بیعت میں بھی شامل فرمایا۔ ہر احمدی یقیناً اس بات پر گواہ ہے کہ آپ نے حقیقتاً ایمان کو ثریا سے واپس لا کر زمین پر قائم کر دیا اور اب ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس ایمان کو دلوں میں بٹھا کر اس پر ہمیشہ قائم رہے، حضرت مسیح موعود کے بعد آپ کے طریق پر چلنے والے نظام خلافت کے ساتھ جڑ کر اس ایمان کے مظہر بنتے ہوئے اسے دنیا کے کونے کونے میں پھیلائیں اور توحید کو دنیا میں قائم کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے قدرت ثانیہ کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ پہلی قدرت سے مراد حضرت مسیح موعود خود ہیں اور دوسری قدرت نظام خلافت ہے۔ ایمان کو زمین پر قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے بعد اور اس دوسری قدرت کو جاری فرمایا ہے۔ پس دینی ترقی بغیر خلافت کے ہو ہی نہیں سکتی اور جماعت کی وحدت خلافت کے بغیر قائم رہ ہی نہیں سکتی۔

حضور انور نے فرمایا کہ خلافت ثانیہ کے انتخاب کے موقع پر اس دوسری قدرت کے قائم ہونے میں فتنہ پردازوں نے جو فتنہ ڈالنے کی کوششیں کیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام ونامراد کر دیا، اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ خلافت کے نظام کو جاری رکھنے کا تھا۔ انہوں نے تو کہا تھا کہ یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گا مگر خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ یہ سلسلہ باوجود نامساعد حالات کے ترقی کر رہا ہے، دعوت الی اللہ کے کام بھی وسعت اختیار کر چکے ہیں۔ اس کے نظارے ہم ہر روز دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا کہ جو خلافت سے علیحدہ ہوئے ان کا مرکزی نظام بھی درہم برہم ہو گیا اور ان میں سے نیک فطرت آج بھی جماعت احمدیہ مبائعین میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور خلافت کے جھنڈے تلے آ رہے ہیں۔ فرمایا کہ آج دنیا میں دین کی اشاعت کا کام خلافت احمدیہ کے نظام کے تحت ہی ہو رہا ہے۔ آج جماعت احمدیہ ہی دنیا کو دین حق کی خوبصورت تصویر دکھا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود بھی خلافت احمدیہ کی سچائی دنیا پر ثابت کر رہا ہے۔ حضور انور نے اس بارے میں چند ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔ فرمایا کہ پس جو اپنے ایمان میں مضبوط رہیں گے وہ نشانات اور تائیدات دیکھتے رہیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب انشاء اللہ خدا تعالیٰ کا یہ جاری فیض خلافت ہمیشہ قائم رہے گا لیکن اس فیض سے وہ لوگ محروم ہو جائیں گے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کریں گے۔ فرمایا کہ خلافت کے ذریعے خوف کو امن میں بدلنے کا وعدہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں سے فرمایا ہے جو اس کی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں گے۔ فرمایا کہ غلط بیانی اور جھوٹ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ پس ایسے لوگ خلافت سے صحیح فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ حضور انور نے عہدیداروں کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جو آپ کو خدا تعالیٰ خدمت کی توفیق دے رہا ہے یہ بھی صرف اور صرف خلافت سے وابستہ رہنے کی وجہ سے ہے۔ پس اگر کسی عہدیدار کے دل میں کبھی انا اور خود پسندی پیدا ہو تو اسے استغفار کی طرف توجہ پیدا کرنی چاہئے۔ اسی طرح علماء کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ نئے احمدیوں میں خلافت کے ساتھ حقیقی تعلق کا ادراک پیدا کریں۔ عہدیدار اپنے دینی علم کو بڑھائیں اور اپنے اخلاص و وفا اور تقویٰ کو بھی بڑھائیں اور خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو بھی بڑھائیں۔ پس عہدیداران، مربیان اور دین کا علم رکھنے والے خلیفہ وقت کا دست و بازو بنیں اور اپنے عمل کو بھی خلیفہ وقت کے تابع کریں اور دوسروں کو بھی نصیحت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سچائی کی روح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آ کر کوئی توپیں اور مشین گنیں ایجاد نہیں کی تھیں، بینک جاری نہیں کئے تھے یا صنعت وحرفت کی مشینیں ایجاد نہیں کی تھیں۔ پھر وہ کیا چیز تھی جو آپ نے دنیا کو دی اور جس کی حفاظت آپ کے ماننے والوں کے ذمہ تھی۔ وہ سچائی کی روح اور اخلاقِ فاضلہ تھے۔ یہ پہلے مفقود تھی۔ آپ نے پہلے اُسے کمایا اور پھر یہ خزانہ دنیا کو دیا۔ اور صحابہ اور اُن کی اولادوں اور پھر اُن کی اولادوں کے ذمہ یہی کام تھا کہ ان چیزوں کی حفاظت کریں۔

(روزنامہ الفضل 15 جنوری 2014ء)

اپنے آپ کو دین کیلئے وقف کردو

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"یہ بڑے خطرات کے دن ہیں اس لئے سنبھلو اور نفسوں سے دنیا کی محبت کو سرد کردو اور اپنے دین کی خدمت کے لئے آگے آؤ اور ان لوگوں کے علوم کے وارث بنو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی صحبت پائی تا تم آئندہ نسلوں کو سنبھال سکو۔ تم لوگ تھوڑے تھے اور تمہارے لئے تھوڑے مدرس کافی تھے مگر آئندہ آنے والی نسلوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور ان کے لئے بہت زیادہ مدرس درکار ہیں پس اپنے آپ کو دین کیلئے وقف کردو۔"

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد دوم صفحہ 284)

دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والے مخلص نوجوان زندگی وقف کرکے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے خود کو پیش کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

☆.........☆.........☆

مکرم ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب

آیئے سائنسی تاریخ کے اوراق پلٹ دیں

قرآن کریم ہمیں تاکید کرتا ہے کہ ہم قانون فطرت کا بغور مطالعہ کریں، اس کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں اور اس کے پنہاں در پنہاں رازوں کو دریافت کریں۔ سات سو پچاس آیات قرآنیہ (جو کہ قرآن کریم کا آٹھواں حصہ بنتا ہے) مومنین کو اس بات کی ترغیب دلاتی ہیں کہ وہ قوانین فطرت کا بغور مطالعہ کریں، اور عقل کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہوئے اعلیٰ مقاصد کے حصول کی کوشش کریں نیز حصول علم اور فطرت میں سائنسی قوانین کے عمل دخل کے ادراک کو معاشرتی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے:

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحب عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(آل عمران:190-189)

کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے؟ اور آسمان کی طرف کہ اسے کیسے رفعت دی گئی؟ اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے مضبوطی سے گاڑے گئے؟ اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے ہموار کی گئی؟ (الغاشیہ:21-18)

مجھے ایک انگریز ماہر امراض قلب جو کہ یورپ سے آئے ہوئے تھے ان کی بات آج تک یاد ہے۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا:

نوری صاحب کیا آپ واقعۃً اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم پر ان ممالک اور ان قوموں کو کھلانے، پلانے، ان کی امداد کرنے اور انہیں زندہ رکھنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جنہوں نے آج تک انسانی علم اور انسانی عقل کے اضافہ میں ایک شعشہ کا بھی اضافہ نہیں کیا؟

اگر انہوں نے یہ بات نہ بھی کی ہوتی تو بھی مجھے شرمندہ کرنے کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ جب بھی میں ہسپتال میں داخل ہوتا ہوں تو ہر جا ایک ہی نظارہ دیکھنے میں آتا ہے کہ تمام زندگی بچانے والی ادویات ANTIBIOTICS سے لے کر دیگر اور جتنی بھی آج تک ایجاد ہوئی ہیں وہ غیروں نے ہی کی ہیں۔ کسی مسلمان کا ان میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں۔ یقیناً میرے مذہبی بھائیوں کی بھی یہی سوچ ہوگی۔

کیا امام غزالی نے اپنی کتاب مذہبی تعلیمات کا احیاء کے پہلے ہی باب میں اس بات پر زور نہیں دیا کہ ایسے علوم کے سیکھنے اور ان کو رواج دینے کی ضرورت ہے جو کہ اسلامی معاشرے کی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرسکتے ہیں خاص طور پر علوم طبیعات۔ انہوں نے ایسے علوم کو فروغ دینے اور رواج دینے کو فرض کفایہ قرار دیا۔ یعنی ایسے علوم کا حصول تمام معاشرے پر فرض ہے۔

ابتدائی مسلمان جس جذبہ عقیدت اور فرط محبت کے ساتھ قرآن کریم اور احادیث میں موجود ان حکموں پر عمل پیرا ہوئے اور انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنایا ممکن نہیں کہ وہ لفظوں میں بیان کیا جاسکے۔

بمشکل آنحضور ﷺ کی وفات کو ایک صدی ہی گزرنے پائی تھی کہ مسلمانوں نے رائج الوقت علوم میں مہارت حاصل کرنے کی ٹھان لی اور پھر تھوڑے ہی عرصہ میں انہوں نے تمام دنیا میں جدید علوم سائنس میں کمال حاصل کر کے تہلکہ مچا ڈالا۔ ان کا یہ عروج 1450A.D. تک رہا۔ اسلامی ریاست کے تمام حکومتی عہدیداران سائنسی علوم کو فروغ دینے کے لئے مالی امداد فراہم کرتے ۔ عہدیدار اور شہزادے ان علوم کو فروغ دینے میں ہی اپنا فائدہ اور عزت جانتے تھے۔ چنانچہ یہ شمع جلتی رہی اور یہ قافلہ ترقیات کی منازل طے کرتا چلا گیا۔

سائنسی علوم کا اسلام میں سنہری دور 1000A.D کے لگ بھگ گردانا جاتا ہے جو کہ ابن سینا کے دور سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اس دور کے عظیم الشان کرداروں میں ہمیں ابن الہیثم اور البیرونی نظر آتے ہیں جنہوں نے سائنسی علوم کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ مگر مسلمانوں میں سائنسی علوم کا احیاء کیوں ماند پڑ گیا؟

بظاہر اس سوال کا کوئی ایک جواب نہیں۔ مگر میری دانست میں، مسلمان ممالک میں سائنس علوم کا جنازہ تب نکلا جب نئی ایجادات کی حوصلہ شکنی شروع ہوگئی تھی اور ایسا کرنے میں مذہبی شدت پسندوں کے خوفناک رویہ کا ایک بہت بڑا ہاتھ تھا۔ اسلام کی گیارھویں صدی کے اواخر اور بارہویں صدی کے ابتدائی سال شدید سیاسی کھچاؤ اور فرقہ وارانہ فسادات کا شکار رہے۔ بدقسمتی سے زمانہ کا رجحان علوم سائنس سے ہٹ کر مادی دنیا یا صوفی ازم کی طرف متوجہ ہوگیا تھا اور درحقیقت مذہبی شدت پسندی نے جنم لیا جو کہ آج تک اسلامی معاشرے پر حکمرانی کرتی نظر آتی ہے۔

کیا ہم دوبارہ تاریخ کے اوراق الٹ سکتے ہیں اور کیا دوبارہ سائنسی علوم میں ساری دنیا پر حکمرانی کرسکتے ہیں؟ ہاں یقیناً کرسکتے ہیں بشرطیکہ ایک خاندان کی طرح یک قلب و یک جان ہو کر خاص طور پر ہمارا نوجوان طبقہ اس مقصد کو اپنا مقصد حیات گردانیں اور میری اس رائے کی بنیاد میرا اعتقادی ایمان ہے اور اسلام کی وہ اولین صدیاں ہیں جن میں اسلام نے تمام دنیا پر سائنسی علوم کی نسبت راج کیا۔

بہرحال ہمیں یہ مدنظر رکھنا ہوگا کہ اگر ہم نے اس مقصد کو حاصل کرنا ہے تو شدید محنت ہمارا مطمح نظر ہو۔ ہماری نوجوان نسل اور ہمارے معاشرے کو اپنے اندر اس ترقی کے حصول کی خاطر ایک آگ سلگانی ہوگی۔ ہمیں ایک متحد قوت کی طرح یک جان ہو کر سائنسی علوم میں مہارت حاصل کرنا ہوگی اور سائنسی علوم کے احیاءِ نو کی خاطر ہمیں پانچ بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھنا پڑے گا:

لگن، سخی قیادت جو مالی معاونت کرے، معاشرتی تحفظ، خودمختاری اور اپنے سائنسی علوم کو عالمی سطح پر شہرت دلوانا۔

کیا وجہ ہے کہ میں ذاتی طور پر سائنسی میدان میں ترقی اور اس طرف توجہ مرکوز کرنے پر اصرار کر رہا ہوں؟ یہ محض اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری فطرت میں علم کی جستجو کا مادہ رکھا ہے بلکہ یہ اس لئے بھی ہے کہ علم اپنی ذات میں ایک طاقت ہے اور عملی دنیا میں یہی علم سائنس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو کہ کسی بھی قوم کی مادی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کی ایک اور بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ میں بحیثیت عالمی سطح پر ایک معاشرے کا حصہ ہونے کے اپنے ساتھ ان لوگوں کا غصہ اور نفرت جو اس علم کو آج پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں محسوس کرسکتا ہوں۔

MEDICAL SCIENCE کی اہمیت اس وجہ سے ہے کیونکہ یہ ہمیں خدا تعالیٰ کے غیر تغیر پذیر قوانین پر اطلاع دیتی ہے۔ یہ بیماریوں کو دور کرنے کے راستے متعین کرتی ہے، نئے علاج فراہم کرتی ہے جو بیماریوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ اس وجہ سے اہمیت کی حامل ہے کہ اس کی احتیاج عالمی ہے۔

میں آج کل ایک پچاس ہزار کی آبادی پر مشتمل چھوٹے سے قصبے کا رہائشی ہوں اور اسی میں اپنی خدمات پیش کر رہا ہوں۔ اس قصبہ میں ایک چھ منزلہ عمارت ہے جہاں طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کی عمارت ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان فضل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کاوشوں کا ایک نمونہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہی اس منصوبہ کے لئے عطیات اکٹھے کروائے اور آپ کا عظیم الشان عزم اس منصوبہ کی تکمیل کا باعث بنا۔

میری حیرت کی انتہاء نہیں رہتی جب میں سائنس اور اس کے فروغ کی خاطر حضور پرنور کی بے انتہاء محبت اور آپ کے جذبہ کو دیکھتا ہوں۔ کیا ہمیں اس نمونہ کی تقلید نہیں کرنی چاہئے؟

یقین جانئے کہ ہم ہی میں ایسے وجود موجود ہیں جو سائنس کے عظیم الشان فروغ کا آج کی دنیا میں باعث بن رہے ہیں اور اس کی مخفی قوت مجھے آج کے نوجوانوں میں نظر آتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل آٹھ نوجوان سائنسدانوں کا ایک وفد طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں جرمنی سے آیا۔ جرمنی کی مختلف یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم نوجوان ڈاکٹرز کا یہ گروہ ربوہ میں وقف عارضی کی خاطر آیا تھا۔ انتہائی محنت اور لگن کے ساتھ انہوں نے ان کے سپرد کئے گئے کاموں کو سرانجام دیا۔ علم کے حصول کی جو لگن اور تڑپ میں نے ان میں محسوس کی وہ بیان کرنا مشکل ہے۔ وہ دین کے شیدائی تھے۔ قرآن کریم کی محبت ان کے دلوں میں گھر کر گئی تھی۔ ہم نے ان کو سائنس اور قرآن کو سطحی طور پر جاننے اور اس کا کامل شعور حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کی مدد دی جو باہم یقین کا رشتہ استوار کرنے سے بھی مہیا کی گئی اور سہولیات کی ان تک بہم رسائی سے بھی قائم کی گئی۔ تب ہی ان کے لئے ممکن تھا کہ وہ سائنسی علوم کو سطحی طور پر پرکھ سکیں اور ان سے مناسبت پیدا کرسکیں۔ یقیناً ہم اس لحاظ سے دین کے قرض دار ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ اس قرض کو ادا کریں۔ یقیناً سائنس اور قرآن میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں۔

میں اپنے مضمون کا اختتام ان باتوں پر کرنا چاہتا ہوں۔

ایک بات تو علم کے حصول سے مطابقت رکھتی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کی تعلیمات علم کو حاصل کرنے اور علم کے حصول کو مسلمان مرد اور عورت پر ماں کی آغوش سے لے کر قبر میں اترنے تک واجب قرار دیتی ہیں۔ آغاز میں میں نے البیرونی کی بات کی جس نے غزنی میں شہرت حاصل کی۔ اس کی وفات کی کہانی اس کے ساتھی کی زبانی یوں بیان کی جاتی ہے کہ: مجھے اطلاع دی گئی کہ البیرونی کا آخری وقت آچکا ہے چنانچہ میں فوراً اس کے گھر کی طرف دوڑا کہ میں آخری بار اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اور جب میں نے دیکھا تو سمجھ گیا کہ اس کا اور ہمارا ساتھ زیادہ دیر کا نہیں۔ جب اس کو میرے آنے کے متعلق اطلاع دی گئی تو اس نے پوچھا کہ کیا تم فلاں ہو؟ میں نے کہا ہاں میں وہی ہوں۔ اس نے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہیں اسلامی مسئلہ وراثت میں فلاں مشکل گتھی کا حل آتا ہے! اور اس نے ایک مشکل مسئلہ کی طرف باتوں باتوں میں اشارہ کیا۔ میں نے جواباً کہا: ابوریحان کیا تم واقعی اپنی اس حالت میں جواب جاننا چاہتے ہو؟ اور البیرونی کا جواب سنئے: اس نے کہا کیا تم یہ بہتر نہیں سمجھتے کہ میں اس مسئلہ کا حل جاننے کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوں بجائے اس کے کہ میں جہالت کی موت مروں۔ اپنے دل میں غم کو دباتے ہوئے میں نے اس کو وہ سب بتایا جو میں جانتا تھا۔ ملاقات کے بعد میں ابھی اس کے گھر کی سیڑھیوں سے نہیں اترا تھا کہ مجھے اندر سے ایک بلند پکار سنائی دی: بیرونی خدا کو پیارا ہوگیا ہے۔ پس یہ علم کے حصول کا جذبہ ہے اور یہ تڑپ ہے جس کی آج ہمیں ضرورت ہے۔

میری آخری بات قرآن کریم میں سے ہے یعنی اس کتاب میں سے جس کی باتیں PICKTHALL کے لفظوں میں انسان کو پرنم اور ساتھ ہی ساتھ خوشی و مسرت کے جذبات سے مخمور کر ڈالتی ہیں۔ یہ کتاب دیگر باتوں کے علاوہ ایسے عظیم الشان غیر فانی عجائبات کا ذکر کرتی ہے جو کہ ذاتی طور میں ہر آنے والے دن میں ماہر امراض قلب کی حیثیت سے سیکھتا ہوں۔

اور زمین میں جتنے بھی درخت ہیں اگر سب قلمیں بن جائیں اور سمندر (روشنائی ہو جائے اور) اس کے علاوہ سات سمندر بھی اس کی مدد کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

(لقمان:28)

خطبہ جمعہ

مسمریزم یا علم توجہ محض چند کھیلوں کا نام ہے۔لیکن دعا وہ ہتھیار ہے جو زمین وآسمان کو بدل دیتا ہے۔مسمریزم کی قوت ارادی ایمان کی قوت ارادی کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی۔حضرت مسیح موعود کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دینی غیرت۔اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی سچائی ثابت کرنے کے لئے غیروں کو بھی نشان دکھاتا ہے۔حضرت مسیح موعود کی صداقت کے خدا تعالیٰ نے اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا

حضرت مصلح موعود کے بیان فرمودہ مختلف واقعات کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17۔اپریل 2015ء بمطابق 17 شہادت 1394 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضرت مصلح موعود ایک موقع پر دعا کی اہمیت بیان فرما رہے تھے کہ کس طرح دعا سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔اس کی تفصیل بتاتے ہوئے آپ نے علم توجہ یعنی مسمریزم کے متعلق بھی بیان فرمایا کہ جو لوگ مسمرائز کرنے کے ماہر ہوتے ہیں وہ بھی اس علم کے ذریعہ سے لوگوں میں بعض تبدیلیاں پیدا کردیتے ہیں مگر یہ عارضی اور انفرادی ہوتی ہیں اور پھر ایسی بھی نہیں ہوتیں جس سے کوئی انقلابی فوائد حاصل ہو رہے ہوں جبکہ دعائیں اگر تو اس کا حق ادا کرتے ہوئے کی جائیں تو قوموں کی بگڑی بنادیتی ہیں۔

اس تفصیل میں آپ نے حضرت مسیح موعود کا ایک واقعہ بیان فرمایا جو حضرت صوفی احمد جان صاحب سے متعلق ہے۔حضرت صوفی احمد جان صاحب سے متعلق مَیں نے تین جمعہ پہلے بھی بیان کیا تھا کہ کس طرح انہوں نے ایک پیر صاحب کے ساتھ رہ کر مجاہدہ کیا تھا لیکن بعد میں پھر حضرت مسیح موعود سے بھی انہیں عقیدت پیدا ہوگئی تھی اور دعویٰ سے پہلے ہی انہوں نے حضرت مسیح موعود کے مقام کو پہچان لیا تھا۔بہرحال اب میں حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں جس سے پتا چلتا ہے کہ علم توجہ سے دوسرے پر اثر ڈالنے کو حضرت مسیح موعود کیا حیثیت دیتے تھے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ: علم توجہ کیا ہے؟ محض چند کھیلوں کا نام ہے لیکن دعا وہ ہتھیار ہے جو زمین وآسمان کو بدل دیتا ہے۔حضرت مسیح موعود نے ابھی دعویٰ نہیں کیا تھا صرف براہین احمدیہ لکھی تھی کہ اس کی صوفیاء اور علماء میں بہت شہرت ہوئی۔پیر منظور محمد صاحب اور پیر افتخار احمد صاحب کے والد صوفی احمد جان صاحب اس زمانے کے نہایت ہی خدا رسیدہ بزرگوں میں سے تھے۔جب انہوں نے حضرت مسیح موعود کا اشتہار پڑھا تو آپ سے خط وکتابت شروع کردی اور خواہش ظاہر کی کہ اگر کبھی لدھیانہ تشریف لائیں تو مجھے پہلے سے اطلاع دیں۔اتفاقاً انہی دنوں حضرت مسیح موعود کو لدھیانہ جانے کا موقع ملا۔صوفی احمد جان صاحب نے حضرت مسیح موعود کی دعوت کی۔دعوت کے بعد حضرت مسیح موعود ان کے گھر سے واپس تشریف لارہے تھے کہ صوفی احمد جان صاحب بھی ساتھ چل پڑے۔وہ (صوفی احمد جان صاحب) رَتڑ چھتڑ والوں کے مرید تھے۔اور ماضی قریب میں (یعنی اس زمانے کی جب آپ بات کر رہے ہیں) رتڑ چھتڑ والے ہندوستان کے صوفیاء میں بہت بڑی حیثیت رکھتے تھے اور تمام علاقے میں مشہور تھے۔علاوہ زہد واتقا کے انہیں علم توجہ میں اس قدر ملکہ حاصل تھا کہ جب وہ (پیر صاحب) نماز پڑھتے تھے تو ان کے دائیں بائیں بہت سے مریض صف باندھ کر بیٹھ جاتے تھے اور نماز کے بعد جب وہ سلام پھیرتے تھے تو سلام پھیرنے کے ساتھ ہی دائیں بائیں پھونک بھی مار دیتے تھے (اور اس کا اثر تھا کیونکہ علم توجہ کا اثر بھی زیادہ ہوتا تھا) جس سے مریض شفایاب بھی ہوجاتے تھے۔

جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں مَیں بیان کرچکا ہوں کہ صوفی احمد جان صاحب نے بارہ سال ان پیر صاحب کی شاگردی کی اور وہ چکّی ان سے پسواتے رہے۔تو بہرحال راستے میں صوفی احمد جان صاحب نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میں نے اتنے سال رتڑ چھتڑ والوں کی خدمت کی ہے اور اس کے بعد مجھے وہاں سے اس قدر طاقت حاصل ہوئی ہے کہ دیکھئے میرے پیچھے جو شخص آرہا ہے اگر میں اس پر توجہ کروں (یعنی مسمرائز کرکے) تو وہ ابھی گر جائے اور تڑپنے لگے۔حضرت مسیح موعود یہ سنتے ہی کھڑے ہوگئے اور اپنی سوٹی کی نوک سے زمین پر نشان بناتے ہوئے فرمایا۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی عادت تھی کہ جب آپ پر خاص جوش کی حالت طاری ہوتی تھی تو آہستگی سے اپنی سوٹی کے سر کو اس طرح زمین پر آہستہ آہستہ رگڑتے تھے جس طرح کوئی چیز کرید کر نکالی جاتی ہے۔بہرحال حضرت مسیح موعود کھڑے ہوگئے اور سوٹی سے اس طرح زمین کریدنی شروع کی۔فرمایا: صوفی صاحب! اگر وہ گر جائے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا اور اس کو کیا فائدہ ہوگا؟ وہ (صوفی صاحب) چونکہ واقعہ میں اہل اللہ میں سے تھے۔خدا تعالیٰ نے ان کو دُوربین نگاہ دی ہوئی تھی اس لئے یہ بات سنتے ہی ان پر محویت کا عالم طاری ہوگیا اور کہنے لگے میں آج سے اس علم سے توبہ کرتا ہوں۔مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ یہ دنیوی بات ہے، دینی بات نہیں۔چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ایک اشتہار دیا جس میں یہ لکھا کہ یہ علم (دین) کے ساتھ مخصوص نہیں۔چنانچہ کوئی ہندو یا عیسائی بھی اس علم میں ماہر ہونا چاہے تو ہوسکتا ہے۔اس لئے مَیں اعلان کرتا ہوں کہ آج سے میرا کوئی مرید اسے (دین) کا جزو سمجھ کر نہ کرے۔ہاں دنیوی علم سمجھ کر کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ جو میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے انہیں دُوربین نگاہ دی ہوئی تھی اس کا ہمارے پاس ایک حیرت انگیز ثبوت ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود نے ابھی براہین احمدیہ ہی لکھی تھی کہ وہ سمجھ گئے کہ یہ شخص مسیح موعود بننے والا ہے حالانکہ اس وقت ابھی حضرت مسیح موعود پر بھی یہ انکشاف نہیں ہوا تھا کہ آپ کوئی دعویٰ کرنے والے ہیں۔چنانچہ انہی دنوں انہوں نے حضرت مسیح موعود کو ایک خط میں یہ شعر لکھا۔پہلے بھی میں شعر کا ذکر کرچکا ہوں کہ

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ ۔ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ امر بتاتا ہے کہ وہ صاحب کشف تھے اور خدا تعالیٰ نے

انہیں بتا دیا تھا کہ یہ شخص مسیح موعود بننے والا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے فوت ہو گئے مگر وہ اپنی اولاد کو وصیت کر گئے کہ حضرت مرزا صاحب دعویٰ کریں گے انہیں ماننے میں دیر نہ کرنا۔ اور ان کے بارے میں تعارف مزید یہ بھی ہے کہ حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی شادی بھی ان کے ہاں ہوئی تھی۔ (ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 17 صفحہ 101 تا 103)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ان کے داماد تھے۔

پھر مسمریزم سے متعلق ایک واقعہ جو حضرت مسیح موعود کی مجلس میں ہوا حضرت مصلح موعود نے بیان فرمایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ پر مسمریزم کرنے والے کو نہ صرف ناکام و نامراد کیا بلکہ نشان دکھایا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ: مسمریزم والوں کی قوت ارادی ایمان کی قوت ارادی کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ مسمریزم کی قوت ارادی ایمان کی قوت ارادی کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتی۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوت ارادی اور انسان کی قوت ارادی میں زمین اور آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ (جس (بیت) میں آپ یہ خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا کہ) اسی (بیت) مبارک میں نچلی چھت پر حضرت مسیح موعود مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ مجلس میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک ہندو جو لاہور کے کسی دفتر میں اکاؤنٹنٹ تھا اور مسمریزم کا بڑا ماہر تھا وہ کسی بارات کے ساتھ قادیان اس ارادہ سے آیا کہ میں مرزا صاحب پر مسمریزم کروں گا اور وہ مجلس میں بیٹھے ناچنے لگ جائیں گے (نعوذ باللہ) اور لوگوں کے سامنے ان کی سُبکی ہو گی۔ یہ واقعہ اس ہندو نے خود ایک احمدی دوست کو سنایا تھا۔ وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود نے لاہور کے اس احمدی کے ہاتھ اپنی ایک کتاب روانہ فرمائی اور کہا یہ کتاب فلاں ہندو کو دے دینا۔ اس احمدی دوست نے اس کو کتاب پہنچائی اور اس سے پوچھا کہ حضرت صاحب نے آپ کو اپنی کتاب کیوں بھجوائی ہے اور آپ کا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس پر اس ہندو نے اپنا واقعہ بتایا کہ مجھے مسمریزم کے علم میں اتنی مہارت ہے کہ اگر میں تانگے میں بیٹھے ہوئے کسی شخص پر توجہ ڈالوں تو وہ شخص جس پر میں نے توجہ ڈالی ہو گی وہ بھی تانگے کے پیچھے بھاگا آئے گا حالانکہ نہ وہ میرا واقف ہو گا اور نہ میں اس کو جانتا ہوں گا۔ تو کہنے لگا کہ میں نے آریوں اور ہندوؤں سے مرزا صاحب کی باتیں سنی تھیں کہ انہوں نے آریہ مت کے خلاف بہت سی کتابیں لکھیں۔ میں نے ارادہ کیا کہ مرزا صاحب پر مسمریزم کے ذریعہ اثر ڈالوں گا اور جب وہ مجلس میں بیٹھے ہوں گے تو ان پر توجہ ڈال کر ان کے مریدوں کے سامنے ان کی سُبکی کروں گا۔ چنانچہ میں ایک شادی کے موقع پر قادیان گیا۔ مجلس منعقد تھی اور میں نے دروازے میں بیٹھ کر مرزا صاحب پر توجہ ڈالنی شروع کی۔ وہ (حضرت مسیح موعود) کچھ وعظ و نصیحت کی باتیں کر رہے تھے۔ کہتا ہے کہ میں نے توجہ ڈالی تو کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ میں نے سمجھا ان کی قوت ارادی ذرا قوی ہے اس لئے میں نے پہلے سے زیادہ توجہ ڈالنی شروع کی مگر پھر بھی ان پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ اسی طرح باتوں میں مشغول رہے۔ میں نے سمجھا کہ ان کی قوت ارادی اور بھی مضبوط ہے۔ اس لئے میں نے جو کچھ میرے علم میں تھا اس سے کام لیا اور اپنی ساری قوت صَرف کر دی لیکن جب میں ساری قوت لگا بیٹھا تو میں نے دیکھا کہ ایک شیر میرے سامنے بیٹھا ہے اور مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ (یہ بھی ایک جگہ بیان فرمایا کہ ہر مرتبہ شیر نظر آتا تھا لیکن آخری مرتبہ وہ شیر حملے کے لئے تیار نظر آیا۔ بہر حال کہنے لگا شیر کو دیکھ کر) میں ڈر کر اور اپنی جوتی اٹھا کر وہاں سے بھاگا۔ جب میں دروازے پر پہنچا تو مرزا صاحب نے اپنے مریدوں سے کہا دیکھنا یہ کون شخص ہے؟ چنانچہ ایک شخص میرے پیچھے سیڑھیوں سے نیچے اترا اور اس نے (بیت) کے ساتھ والے چوک میں مجھے پکڑ لیا۔ مَیں چونکہ اس قوت سخت حواس باختہ تھا اس لئے میں نے پکڑنے والے سے کہا۔ اس وقت مجھے چھوڑ دو، میرے حواس درست نہیں ہیں۔ مَیں بعد میں یہ سارا واقعہ مرزا صاحب کو لکھ دوں گا۔ چنانچہ اسے چھوڑ دیا گیا اور بعد میں اس نے حضرت مسیح موعود کو یہ تمام واقعہ لکھا اور کہا کہ مجھ سے گستاخی ہوئی۔ مَیں آپ کے مرتبے کو پہچان نہ سکا۔ اس لئے آپ مجھے معاف فرما دیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میاں عبدالعزیز صاحب مغل لاہور والے سنایا کرتے تھے (ان کے خاندان کے بہت سے افراد یہاں بھی ہیں) کہ میں نے اس ہندو سے پوچھا کہ تم نے یہ کیوں نہ سمجھا کہ مرزا صاحب مسمریزم کو جانتے ہیں اور اس علم میں تم سے بڑھ کر ہیں۔ اس نے کہا یہ بات نہیں ہو سکتی کیونکہ مسمریزم کے لئے توجہ کا ہونا ضروری ہے اور یہ عمل کامل سکون اور خاموشی چاہتا ہے مگر مرزا صاحب تو باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ اس لئے میں نے سمجھ لیا کہ ان کی قوت ارادی زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ پس جو قوت ارادی خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دی جاتی ہے اور جو کامل ایمان کے بعد پیدا ہوتی ہے اس میں اور انسانی قوت ارادی میں بُعد المشرقین ہے۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ قوت ارادی عطا فرماتا ہے اس کے سامنے انسانی قوت ارادی تو بچوں کا سا کھیل ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے جادوگروں کے سانپ مات ہو گئے تھے۔ اسی طرح جب خدا تعالیٰ کے پیاروں کی قوت ارادی ظاہر ہوتی ہے تو اس قسم کی قوت ارادی رکھنے والے لوگ جو دنیاوی طور پر قوت ارادی رکھتے ہیں ہیچ ہو جاتے ہیں۔

پھر ایک موقع پر یہ بات بیان فرماتے ہوئے کہ قومی ترقی کے لئے کیا کچھ ضروری ہے اور حضرت مسیح موعود کی دینی معاملات میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں کس حد تک غیرت تھی۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ:

قومی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام سچائیوں کو اپنے اندر جذب کر لیا جائے۔ مسائل کے بارے میں بھی، عقائد کے بارے میں بھی (انتہائی ضروری چیز ہے کہ سچائیاں اپنے اندر جذب کی جائیں)۔ یہ نہیں کہ صرف وفات مسیح کو مان لیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ بس ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے بلکہ وفات مسیح کے مسئلہ کو سامنے رکھ کر اس پر غور کیا جائے کہ وفات مسیح کا ماننا کیوں ضروری ہے؟ ہمیں جو چیز حیات مسیح کے عقیدہ سے چُبھتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک تو حیات مسیح کے عقیدہ سے حضرت عیسیٰ کی فضیلت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت ہوتی ہے حالانکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا کوئی نبی ہوا ہے نہ ہو گا اور حیات مسیح ماننے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ساری دنیا کی حقیقی اصلاح کی، مسیح کی فوقیت ثابت ہوتی ہے اور یہ (دینی) عقائد کے خلاف ہے۔ ہم تو ایک لمحے کے لئے یہ خیال بھی اپنے دل میں نہیں لاسکتے کہ مسیح، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے اور یہ ماننے سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو زیر زمین مدفون ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر بیٹھے ہیں (دین) کی سخت توہین ہوتی ہے۔

دوسری بات جو اس حیات مسیح کے عقیدہ کے ماننے سے ہمیں چُبھتی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے توحید الٰہی میں فرق آتا ہے۔ یہ دو چیزیں ہیں جن کی وجہ سے ہمیں وفات مسیح کے مسئلے پر زور دینا پڑتا ہے۔ اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو مسیح خواہ آسمان پر ہوتے یا زمین پر ہمیں اس سے کیا واسطہ ہوتا۔ مگر جب ان کا آسمان پر چڑھنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور (دین) کی توہین کا موجب بنتا ہے اور توحید کے منافی ہے تو ہم اس عقیدہ کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ ہم تو یہ بات سننا بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ مسیح، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھا کجا یہ کہ اس عقیدہ کو مان لیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ عام احمدی جب وفات مسیح کے مسئلے پر بحث کر رہے ہوتے ہیں اور اپنے دلائل پیش کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے اندر جوش پیدا نہیں ہوتا بلکہ وہ اس طرح اس مسئلے کو بیان کرتے ہیں جس طرح عام گفتگو کی جاتی ہے۔ مگر ہم نے حضرت مسیح

موعود کو دیکھا ہے کہ جب آپ وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑتے تھے تو اس وقت آپ جوش کی وجہ سے کانپ رہے ہوتے تھے اور آپ کی آواز میں اتنا جلال ہوتا تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ حیات مسیح کے عقیدہ کا قیمہ کر رہے ہیں۔ آپ کی حالت اس وقت بالکل متغیر ہو جایا کرتی تھی اور آپ نہایت جوش کے ساتھ یہ بات پیش کرتے تھے کہ دنیا کی ترقی کے راستے میں ایک بڑا بھاری پتھر پڑا تھا جس کو اٹھا کر مَیں دُور پھینک رہا ہوں۔ دنیا تاریکی کے گڑھے میں گر رہی تھی مگر میں اس کو نور کے میدان کی طرف لے جا رہا ہوں۔ آپ جس وقت یہ تقریر کر رہے ہوتے تھے آپ کی آواز میں ایک خاص جوش نظر آتا تھا......۔ (ماخوذ از 'قومی ترقی کے دو اہم اصول'۔ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 92 تا 95)

پس یہ تھی غیرت حضرت مسیح موعود کی لیکن آج کل کے علماء پر بھی حیرت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اتنی غیرت اور جوش رکھنے والے کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچا درجہ دیا ہوا ہے یا احمدیت کو اونچا درجہ سمجھتے ہیں۔

پھر ایک واقعہ یہ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو کسی اعلیٰ مقام پر کھڑا کرتا ہے تو اس کی لوگوں کے بارے میں کس طرح راہنمائی کر دیتا ہے۔ یہ واقعہ نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کا بیان ہے کہ کس طرح رہنمائی کرتا ہے اور کس طرح لوگوں کا اندرونہ بھی ان پر ظاہر کر دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ: جب انسان ایسے مقام پر کھڑا ہو جائے (یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے خود بلند مقام پر کھڑا کیا ہو تو پھر) اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود بخود رہنمائی ہوتی چلی جاتی ہے اور اس کو ایسی مخفی ہدایت ملتی ہے جسے الہام بھی نہیں کہہ سکتے اور جس کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ الہام سے جُدا امر ہے۔ الہام تو ہم اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ وہ لفظی الہام نہیں ہوتا اور عدم الہام ہم اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ وہ عملی الہام ہوتا ہے اور انسانی قلب پر اللہ تعالیٰ کا نور نازل ہو کر بتا دیتا ہے کہ معاملہ یوں ہے حالانکہ لفظوں میں یہ بات نہیں بتائی جاتی۔

فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ جب اس سے بھی واضح رنگ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات بتائی جاتی ہے تو اسے کشف کہہ دیتے ہیں۔ (کشف بھی ہو جاتا ہے جب واضح طور پر ہو جائے۔) جیسے حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے آدمی جب میرے سامنے آتے ہیں تو ان کے اندر سے مجھے ایسی شعاعیں نکلتی معلوم دیتی ہیں جن سے مجھے پتا لگ جاتا ہے کہ ان کے اندر یہ عیب ہے یا یہ یہ خوبی ہے۔ مگر یہ اجازت نہیں ہوتی کہ انہیں اس عیب سے مطلع کیا جائے...... اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب تک انسان اپنی فطرت کو آپ ظاہر نہیں کر دیتا وہ اسے مجرم قرار نہیں دیتا۔ اس لئے اس سنت کے ماتحت انبیاء اور ان کے اظلال کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ اس وقت تک کسی شخص کے اندرونی عیب کا کسی سے ذکر نہیں کرتے جب تک وہ اپنے عیب کو آپ ظاہر نہ کر دے۔

(ماخوذ از الفضل 9 مارچ 1938ء صفحہ 3 نمبر 55 جلد 26)

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی سچائی ثابت کرنے کے لئے کس طرح غیروں کو بھی نشان دکھاتا ہے۔ اس بارے میں ایک واقعہ جو ایک غیر احمدی کے ساتھ ہوا، بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''یہ خیال کہ کسی انسان کے جسم سے ایسی شعاعیں کس طرح نکل سکتی ہیں جو دوسروں کو بھی نظر آ جائیں صرف اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ لوگ اس نشان کو ظاہر پر محمول کر لیتے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے کہ یہ کشفی واقعہ ہے تو اس قسم کے وساوس بھی ان کے دل میں پیدا نہ ہوتے۔ موسیٰ کا زمانہ تو بہت دُور کی بات ہے ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض ایسے نشان دکھائے ہیں جن میں کشفی نگاہ رکھنے والوں نے اللہ تعالیٰ کے انوار کو ظاہری شکل میں بھی متمثل دیکھا اور اس کے روحانی کیف سے لطف اندوز ہوئے۔ چنانچہ 1904ء میں جب حضرت مسیح موعود لاہور تشریف لے گئے تو وہاں ایک جلسے میں آپ نے تقریر فرمائی۔ ایک غیر احمدی دوست شیخ رحمت اللہ صاحب وکیل بھی اس تقریب میں موجود تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ دورانِ تقریر مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود کے سر سے نور کا ایک ستون نکل کر آسمان کی طرف جا رہا تھا۔ اس وقت میرے ساتھ ایک اور دوست بھی بیٹھے ہوئے تھے میں نے انہیں کہا دیکھو وہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے دیکھا تو فوراً دوسرے دوست نے بھی کہا کہ یہ تو نور کا ستون ہے جو حضرت مرزا صاحب کے سر سے نکل کر آسمان تک پہنچا ہوا ہے۔ اس نظارے کا شیخ رحمت اللہ صاحب پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اسی دن حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی۔''

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 120، 121)

یہ ایسے نشانات ہیں جن کو دیکھ کر لوگوں نے ایمان حاصل کیا۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ نشانات کی مختلف صورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ لوگوں پر اب بھی ظاہر فرماتا چلا جا رہا ہے۔ جیسا کہ گزشتہ ایک جمعہ پہلے میں نے خطبے میں بعض تازہ واقعات بھی بیان کئے تھے۔

حضرت مسیح موعود کی ایک مجلس کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ایک دوست نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں لکھا کہ میری ہمشیرہ کے پاس جن آتے ہیں۔ (عام طور پر ہمارے ہاں بھی اور عربوں میں بھی یہ تصور ہے کہ جن چمٹ جاتے ہیں اور جنّوں کو نکالنے کے لئے پھر جس بیچارے پہ جن چمٹے ہوتے ہیں اس پر ظلم بڑا کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ تو جن نکالنے کیلئے اس شخص کو جس کو جن چمٹا ہو جان سے مار دیتے ہیں۔ بہرحال کسی نے حضرت مسیح موعود کو عرض کی کہ میری ہمشیرہ کے پاس جن آتے ہیں اور وہ جن ایسے ہیں کہ) وہ کہتے ہیں ہم آپ پر (یعنی حضرت مسیح موعود پر) ایمان لانے کو تیار ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے انہیں خط لکھا کہ آپ ان جنوں کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ ایک عورت کو کیوں ستاتے ہو؟ اگر ستانا ہی ہے تو مولوی محمد حسین بٹالوی یا مولوی ثناء اللہ صاحب کو جا کر ستائیں۔ ایک غریب عورت کو تنگ کرنے سے کیا فائدہ؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایسے جن کوئی نہیں ہوتے جن کو عام لوگ مانتے ہیں۔ بیشک کئی ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنی انگریزی تعلیم کے ماتحت پہلے ہی اس امر کے قائل ہوں کہ جن کوئی نہیں ہوتے لیکن مومن کے سامنے اصل سوال یہ نہیں ہوتا کہ اس کی عقل کیا کہتی ہے بلکہ اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے؟ (مومن کو اس طرح سوچنا چاہئے۔) اگر قرآن کہتا ہے کہ جن ہوتے ہیں جس طرح کہ جنوں کا تصور عام لوگوں نے پیدا کیا ہوا ہے تو اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا اور اگر قرآن سے ثابت ہو کہ انسانوں کے علاوہ جن کوئی مخلوق نہیں تو پھر ہمیں یہ بات ماننی پڑتی ہے۔'' (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 363)

بہرحال مومن نے ہر صورت میں قرآن کی بات کو ماننا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی عزت اور وقار قائم رکھنے کے لئے مجذوبوں اور پاگلوں پر بھی کس طرح بعض تصرف فرماتا ہے اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے (پہلے بھی ہم کئی دفعہ سن چکے ہیں) حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود خود ہی سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ آپ لاہور تشریف لے گئے۔ بعض دوستوں نے تحریک کی کہ شاہدرہ میں ایک مجذوب رہتا ہے اس کے پاس جانا چاہئے مگر بعض دوسرے دوستوں نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ وہ نہایت گندی گالیاں بکتا ہے اس کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ مگر جو جانے کے حق میں تھے انہوں نے کہا کہ آپ کو الہام ہوتا ہے۔ دیکھنا چاہئے وہ کیا کہتا ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود کے الہامات کو جانچنے کے لئے ان کو ایک ہی معیار نظر آیا کہ اس کے پاس جایا جائے۔ تو) آپ خود بھی انکار کرتے رہے مگر دوست اصرار کر کے ایک دفعہ لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ جب ہم وہاں پہنچے تو وہ شخص گالیاں دیتے دیتے یکدم خاموش ہو گیا۔ اس کے پاس ایک خربوزہ رکھا تھا۔ اسے اٹھا کر میرے پیش کیا اور کہنے لگا یہ آپ کی نذر ہے۔ تو بعض دیکھنے والے جو ظاہری باتوں کو دیکھتے ہیں وہ تو اس کے اور بھی معتقد ہو گئے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ وہ پاگل تھا۔ تو بعض اوقات پاگل کو بھی ایسی باتیں نظر آ جاتی ہیں جو عقلمند نہیں دیکھ سکتے۔ وہ چونکہ

دنیا سے منقطع ہو چکا ہوتا ہے اس لحاظ سے اسے کسی وقت غیب کی باتیں نظر آ جاتی ہیں۔"

(ماخوذ از الفضل 28 جولائی 1938ء صفحہ 4 جلد 26 نمبر 171)

حضرت مسیح موعود کے نشانات اور معجزات کے حوالے سے حضرت مصلح موعود نے بیان فرمایا ہے۔ ان میں سے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔ ایک مشہور واقعہ پاگل کتے کے کاٹنے کا اور مریض کے شفایاب ہونے کا ہے۔ اس کو حضرت مصلح موعود نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے سارے واقعات چونکہ محفوظ نہیں اس لئے اس قسم کی زیادہ مثالیں اب نہیں مل سکتیں ورنہ مَیں سمجھتا ہوں کہ سینکڑوں ہزاروں مثالیں آپ کی زندگی میں مل سکتی ہوں گی۔ مگر حضرت مسیح موعود کے زمانے میں جبکہ دہریت کا بہت زور ہے اور اس کو توڑنے کے لئے آسمانی نشانوں کی حد درجے کی ضرورت ہے خدا تعالیٰ نے بہت سے نشانات اس قسم کے دکھائے ہیں جن پر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات کا قیاس کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر مَیں ایک صاحب عبدالکریم نامی کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔ وہ قادیان میں سکول میں پڑھا کرتے تھے۔ انہیں اتفاقاً باؤلے کتے نے کاٹ کھایا۔ اس پر انہیں علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا اور علاج ان کا بظاہر کامیاب رہا۔ لیکن واپس آنے کے کچھ دن کے بعد انہیں بیماری کا دورہ ہو گیا جس پر کسولی تار دی گئی کہ کوئی علاج بتایا جائے مگر جواب آیا کہ Nothing can be done for Abdul Karim. یعنی افسوس ہے کہ عبدالکریم کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود کو ان کی بیماری کی اطلاع دی گئی۔ چونکہ سلسلے کی ابتدا تھی۔ (ابھی نیا نیا شروع ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ کی ابتدا تھی) اور یہ صاحب دور دراز سے علاقہ حیدرآباد دکن کے ایک گاؤں سے بغرض تعلیم آئے تھے۔ حضرت مسیح موعود کو بہت ہمدردی پیدا ہوئی اور آپ نے ان کی شفا کے لئے خاص طور پر دعا فرمائی اور فرمایا کہ اس قدر دُور سے یہ آئے ہیں، جی نہیں چاہتا کہ اس طرح ان کی موت ہو۔ ایک جگہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کی ماں نے بڑے شوق سے اور جذبے سے اسے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اتنے دور دراز علاقے سے بھیجا ہے، اس لئے بھی میرے اندر ایک درد پیدا ہوا کہ اس کے لئے دعا کروں۔ بہر حال اس دعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دورہ ہو جانے کے بعد ان کو شفا دے دی حالانکہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے (اس وقت کی میڈیکل ہسٹری یہی کہتی تھی کہ) اس قسم کے مریض کو کبھی شفا نہیں ہوئی۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میرے ایک عزیز ڈاکٹر ہیں بلکہ اب بھی ڈاکٹری کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے زمانہ طالبعلمی کا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہستی باری تعالیٰ پر ایک دوسرے طالبعلم سے گفتگو کر رہے تھے۔ دورانِ گفتگو انہوں نے یہ واقعہ بطور شہادت کے پیش کیا کہ خدا تعالیٰ ہے اور اس طرح دعائیں سنتا ہے اور اس طرح ایک علاج ہو گیا۔ اس طالبعلم نے کہا یعنی جو دوسرا تھا جو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل نہیں تھا اس نے کہا کہ ایسے مریض بچ سکتے ہیں یہ کوئی ایسی عجیب بات نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اتفاقاً اسی دن کالج میں پروفیسر کا لیکچر "سگ گزیدہ کی حالت" پر تھا۔ یعنی جس کو کتے نے کاٹا ہوا اس کی حالت پر تھا۔ جب پروفیسر لیکچر کے لئے کھڑا ہوا اور اس نے اس امر پر زور دینا شروع کیا کہ اس مرض کا علاج دورہ ہونے سے پہلے کرنا چاہئے اور بہت جلد اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کو واضح کرانے کے لئے کہا کہ جناب بعض لوگ کہتے ہیں کہ دورہ پڑ جانے کے بعد بھی مریض اچھا ہو سکتا ہے۔ اس پر پروفیسر نے جھڑک کر کہا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جو کہتا ہے وہ بیوقوف ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ غرض یہ ایسی بیماری تھی جس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا تھا اور نہ کبھی ہوا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے میاں عبدالکریم کو شفا دی اور وہ خدا کے فضل سے اب تک زندہ ہیں۔ (اس وقت جب آپ یہ بیان فرما رہے تھے۔) پس ثابت ہوا کہ اس طبعی قانون کے اوپر ایک ہستی حاکم ہے جس کے ہاتھ میں شفا کی طاقت ہے۔"

(ماخوذ از ہستی باری تعالیٰ۔ انوار العلوم جلد 6 صفحہ 329-328)

پھر آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے پاس ایک دفعہ امریکہ سے دو مرد اور ایک عورت آئی۔ ایک مرد نے حضرت مسیح موعود سے آپ کے دعویٰ کے متعلق گفتگو کی۔ دورانِ گفتگو میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا ذکر آ گیا۔ اس شخص نے کہا کہ وہ تو خدا تھے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ان کے خدا ہونے کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟ اس نے کہا کہ انہوں نے معجزے دکھائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ معجزے تو ہم بھی دکھلاتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے کوئی معجزہ دکھلائیں؟ آپ نے فرمایا تم خود میرا معجزہ ہو (یعنی وہ امریکن جس نے سوال کیا تھا اسے فرمایا کہ تم میرا معجزہ ہو) یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔ اور کہنے لگا مَیں کس طرح معجزہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ قادیان ایک بہت چھوٹا سا اور غیر معروف گاؤں تھا۔ معمولی سے معمولی کھانے کی چیزیں بھی یہاں سے نہیں مل سکتی تھیں حتیٰ کہ ایک روپے کا آٹا بھی نہیں مل سکتا تھا اور اگر کسی کو ضرورت ہوتی تھی تو گیہوں لے کر پسواتا تھا۔ اُس وقت مجھے خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ میں تیرے نام کو دنیا میں بلند کروں گا اور تمام دنیا میں تمہاری شہرت ہو جائے گی۔ چاروں طرف سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور ان کی آسائش اور آرام کے سامان بھی یہیں آ جائیں گے۔ یَاْتُوْنَ ...... اور ہر قسم اور ہر ملک کے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ یَاْتِیْکَ ...... اور اس قدر آئیں گے کہ جن راستوں سے آئیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ (گہرے ہو جائیں گے) اب دیکھ لو کہ راستے کس قدر عمیق ہو گئے ہیں۔ بٹالے سے قادیان تک جو سڑک آتی ہے اس پر پچھلے ہی سال گورنمنٹ نے دو ہزار روپے کی مٹی ڈلوائی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود نے اسے فرمایا کہ تم میرے پاس امریکہ سے آئے ہو۔ تمہارا مجھ سے کیا تعلق تھا۔ جب تک میں نے دعویٰ نہ کیا تھا مجھے کون جانتا تھا۔ مگر آج تم اتنی دور سے میرے پاس چل کر آئے ہو یہی میری صداقت کا نشان ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اس شخص نے کہا تھا کہ آپ مجھے اپنا کوئی معجزہ دکھائیں تو سب لوگ حیران تھے کہ حضرت مسیح موعود اس کا کیا جواب دیں گے؟ سب نے یہی خیال کیا کہ آپ کوئی ایسی تقریر کریں گے جس میں معجزات کے متعلق بتائیں گے کہ کس طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن جونہی اس نے اپنی بات کو ختم کیا اور آپ کو انگریزی سے اردو ترجمہ کر کے سنائی گئی تو آپ نے فوراً یہی جواب دیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں یہ ایک چھوٹی سی بات تھی لیکن ہر ایک انسان کی عقل اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ اب بھی ہر ایک وہ انسان جو عقل سے کام نہیں لے گا کہے گا کہ یہ کیا معجزہ ہے؟ مگر جن کی آنکھیں کھلی ہوئی اور عقل اور سمجھ رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا معجزہ ہے اور حق کے قبول کرنے والے کے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ میری صداقت میں لاکھوں نشانات دکھلائے گئے۔ لیکن مَیں تو کہتا ہوں کہ اتنے نشانات دکھلائے گئے ہیں جو گنے بھی نہیں جا سکتے مگر پھر بھی بہت سے نادان ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اتنے تو مرزا صاحب کے الہام بھی نہیں۔ پھر نشانات کس طرح اس قدر ہو گئے؟ لیکن عقل اور سمجھ رکھنے والے انسان خوب جانتے ہیں کہ لاکھوں نشانات تو ایک الہام سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔

ایک قصہ مشہور ہے کہ کوئی شخص تھا اس نے اپنے بھتیجوں سے کہا کہ کل میں تم کو ایک ایسا لڈو کھلاؤں گا جو کئی ہزاروں، لاکھوں آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ دوسرے دن جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تو انہوں نے لڈو کھانے کی امید پر کچھ نہ کھایا اور چچا کو کہا کہ وہ لڈو دیجئے۔ اس نے ایک معمولی لڈو نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ ہے وہ لڈو جس کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو دیکھ کر وہ سخت حیران ہوئے کہ یہ کس طرح کئی لاکھ آدمیوں کا بنایا ہوا ہے؟ چچا نے کہا کہ تم کاغذ اور قلم لے کر لکھنا شروع کر دو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ واقعہ میں اس لڈو کو کئی لاکھ آدمیوں نے بنایا ہے۔ دیکھو ایک حلوائی نے اسے بنایا۔ اس کے بنانے میں جو چیزیں استعمال ہوئیں ان کو حلوائی نے کئی آدمیوں سے

خریدا۔ پھران میں سے ہر ایک چیز کو ہزاروں آدمیوں نے بنایا۔ مثلاً شکر کو ہی لے لو اس کی تیاری پر کتنے آدمیوں کی محنت خرچ ہوئی ہے۔ کوئی اس کو مَلنے والے ہیں۔ کوئی رَس نکالنے والے ہیں۔ کوئی نیشکر کھیت سے لانے والے۔ کوئی ہل جوتنے والے۔ پانی دینے والے۔ پھر ہل میں جو لوہا اور لکڑی خرچ ہوئی ہے اس کے بنانے والے۔ اسی طرح سب کا حساب لگاؤ تو کس قدر آدمی بنتے ہیں؟ پھر شکّر کے سوا اس میں آٹا ہے۔ اس کے تیار کرنے والے کا اندازہ لگاؤ۔ کیا اس طرح اتنی تعداد نہیں بن جاتی؟ بھتیجوں نے یہ سن کر کہا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ یہ بات ان بچوں کی سمجھ میں تو نہ آئی لیکن وہ شخص چونکہ عقلمند تھا اس لئے وہ دیکھ رہا تھا کہ ایک لڈّو کے تیار ہونے میں لاکھوں آدمیوں کی محنت خرچ ہوتی ہے۔

یہ تو اس نے دنیاوی رنگ میں نصیحت کی تھی مگر جو روحانی بزرگ ہوتے ہیں انہوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ (پھر آپ نے مرزا مظہر جان جاناں کا واقعہ بیان کیا کہ) انہوں نے بٹالے کے ایک شخص غلام نبی کو دو لڈو دیئے۔ اس نے منہ میں ڈال لئے اور کھا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس سے انہوں نے پوچھا کہ تم نے ان لڈوؤں کا کیا کیا؟ اس نے کہا کھا لئے۔ یہ سن کر انہوں نے نہایت تعجب انگیز لہجے میں پوچھا کہ ہیں! کھا لئے؟ اس نے کہا جی ہاں کھا لئے۔ اسی طرح وہ بار بار ان سے پوچھتے رہے اور تعجب کرتے رہے۔ اتنی جلدی تم نے کھا لئے۔ اس کو خیال ہوا کہ انہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ کس طرح کھاتے ہیں۔ ایک دن کوئی شخص ان کے پاس کچھ لڈو لایا۔ ان میں سے آپ نے ایک لڈو اٹھا کر رومال پر رکھ لیا اور اس میں سے ایک ریزہ توڑ کر آپ نے تقریر شروع کر دی کہ میں ایک ناچیز ہستی، میرے لئے خدا تعالیٰ نے یہ اتنی بڑی نعمت بھیجی ہے۔ اس میں کیا کیا چیزیں پڑی ہیں۔ پھر ان کو کتنے آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ کیا مجھ ناچیز کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ نعمت بھیجی ہے؟ اس طرح تقریر کرتے رہے اور ادھر اپنی عاجزی اور فروتنی بیان کرتے رہے اور اُدھر خدا تعالیٰ کی حمد اور تعریف کرتے رہے۔ اسی طرح ظہر سے کرتے کرتے ابھی پہلا ہی دانہ جو منہ میں ڈالا تھا وہی کھایا تھا کہ عصر کی اذان ہوگئی اور اسے چھوڑ کر وضو کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ کیا بات تھی؟ یہی کہ اس لڈو میں انہیں خدا تعالیٰ کے ہزاروں نشانات نظر آتے تھے۔ یوں کھانے والا تو چار پانچ دس بیس لڈو بھی جھٹ پٹ کھا سکتا ہے مگر مظہر جان جاناں کے لئے ایک ہی لڈو اتنا بوجھل ہو گیا کہ اس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے ان کی کمر ٹوٹی جاتی تھی۔ تو عقل ہی ایک چھوٹی سی چیز کو بڑا بنا دیتی ہے اور نادانی نظر آنے والی بڑی چیز کو بھی چھوٹا ظاہر کر دیتی ہے۔ اسی طرح عقل ایک بڑی نظر آنے والی چیز کو چھوٹا دکھا دیتی ہے اور نادانی ایک معمولی چیز کو بڑا دکھا دیتی ہے۔ تو عقلمند انسان چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی خدا کے بڑے بڑے نشان دیکھ لیتا ہے اور نادان بڑی بڑی اہم باتوں میں بھی کچھ نہیں دیکھتا۔

حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ میری صداقت کے خدا تعالیٰ نے لاکھوں نشانات دکھلائے ہیں۔ یہ بالکل درست ہے اور (اس میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) میں تو کہتا ہوں کہ آپ کی صداقت کے خدا تعالیٰ نے اس قدر نشانات دکھلائے ہیں کہ جن کا شمار بھی نہیں ہوسکتا۔ مگر کن کے لئے؟ (یہ نشان جو دکھلائے ہیں کن کے لئے ہیں؟) اُنہیں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص آپ کی صداقت کے نشانات دیکھنے کے لئے یہاں آئے تو یہ جس قدر بھی عمارتیں ہیں جو سامنے نظر آ رہی ہیں۔ (یہ قادیان میں فرما رہے ہیں۔ (بیت) اقصیٰ میں کھڑے ہو کر) ان میں سے چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب آپ کے نشان ہیں۔ پھر احمدیہ بازار سے آگے کے جس قدر مکانات بنے ہوئے ہیں ان کے لئے جو زمین تیار کی گئی ہے، اس میں ڈالا ہوا مٹی کا ایک ایک بورا نشان ہے۔ یہاں ایک اتنا بڑا اگڑھا تھا کہ اس میں ہاتھی غرق ہوسکتا تھا (مٹّی ڈال ڈال کے وہ بھرا اور پھر آبادی ہوئی۔) پھر قادیان سے باہر شمال کی طرف نکل جائیں وہاں جو اونچی اور بلند عمارتیں نظر آئیں گی ان کی ہر ایک اینٹ اور چونے کا ایک ایک ذرہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے۔ پھر قادیان میں چلتے پھرتے جس قدر انسان نظر آتے ہیں خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ یا غیر (از جماعت) ہیں یا احمدی سب کے سب آپ ہی کی صداقت کے نشان ہیں۔ احمدی تو اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کو دیکھ کر اپنے گھر بار چھوڑ کر یہاں کے ہو رہے اور غیر (از جماعت) اور دوسرے مذاہب والے اس لئے کہ ان کی طرز رہائش، لباس وغیرہ حضرت مسیح موعود کے دعوے سے پہلے وہ نہ تھے جو اَب ہیں۔ ان کی پگڑی، ان کا کرتہ، ان کا پاجامہ، ان کی عمارتیں، ان کا مال، ان کی دولت وہ نہ تھی جو اَب ہے۔

(آج بھی قادیان کی ترقی اس بات کا ثبوت ہے۔ آج بھی لوگ قادیان جاتے ہیں تو اس لئے جاتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کی بستی ہے۔ اس لئے نہیں جاتے کہ ایک شہر ہے اور عام شہروں کی طرح اس کی آبادی بڑھ رہی ہے اور ترقی کر رہا ہے یا شہر پھیل گیا ہے۔ وہاں کے کاروباری لوگ آج بھی اس امید پر بیٹھے ہوتے ہیں کہ یہاں جلسہ ہوگا جو حضرت مسیح موعود کا جاری کردہ ہے تو ہمارے کاروبار بھی چمکیں گے۔ تو مالی لحاظ سے بھی غیروں کی یہ ترقیاں آج حضرت مسیح موعود کی وجہ سے اس شہر میں ہو رہی ہیں۔ بہرحال) حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کرنے پر لوگ آپ کے پاس آئے اور ان لوگوں نے بھی فائدہ اٹھالیا اور لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ کی وجہ سے ان کو بھی نعمت مل گئی تو یہ سب آپ کی صداقت کے نشانات ہیں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) دُور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی (بیعت) (جہاں آپ یہ خطبہ دے رہے تھے اس) کی یہ عمارت یہ لکڑی یہ کھمبا یہ سب نشانات ہیں کیونکہ یہ پہلے نہیں تھے۔ جب حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا تو پھر بنے۔ پس لاکھوں نشانات تو یہاں ہی مل سکتے ہیں۔ پھر سالانہ جلسے پر جس قدر لوگ آتے ہیں ان میں سے ہر ایک آنے والا ایک نشان ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ ہر سال ظاہر کرتا ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کرتا رہے گا۔ تو حضرت مسیح موعود نے اپنے نشانات کا یہ بہت کم اندازہ لگایا کہ وہ لاکھوں ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ اس قدر ہیں کہ کوئی انسانی طاقت ان کو گن ہی نہیں سکتی۔ صرف خدا تعالیٰ ہی کے اندازے میں آسکتے ہیں۔ لیکن جہاں یہ نشانات ہمارے لئے تقویت ایمان کا موجب ہوتے ہیں وہاں اس آیت کے ماتحت یہ بھی بتاتے ہیں کہ اول ہر ایک آنے والا انسان آنکھیں کھول کے دیکھے کہ یہاں کس قدر نشانات ہیں اور پھر وہ خود بھی ایک نشان ہے۔'' (ماخوذ از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 354 تا 357) اور آج دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی اور جماعت احمدیہ کی (بیوت)، مشن ہاؤسز، جامعات، سکول، ہسپتال، مقامی باشندوں کا آپ کے ساتھ عقیدت اور احترام کا اظہار یہ سب نشانات ہیں۔ جس کی روحانی نظر ہو اسی کو نظر آسکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مولوی حضرت مسیح موعود کے پاس آیا اور کہنے لگا مَیں آپ کا کوئی نشان دیکھنے آیا ہوں۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا میاں تم میری کتاب حقیقۃ الوحی دیکھ لو تمہیں معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں کس قدر نشانات دکھائے ہیں۔ تم نے ان سے کیا فائدہ اٹھایا ہے کہ اور نشان دیکھنے آئے ہو؟

پس اگر اس شخص نے دو منٹ یا پانچ منٹ میں پوری ہونے والی دو چار پیشگوئیاں پیش کی ہوتیں تو ہم دو سال کیا اس کی دو سو سال والی پیشگوئی بھی مان لیتے اور کہتے کہ جب ہم نے دو تین یا پانچ منٹ میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں دیکھی ہیں تو یہ لمبے عرصے والی پیشگوئیاں بھی ضرور پوری ہوں گی۔ لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کی پیشگوئیاں دکھائے بغیر لمبے عرصے والی پیشگوئیاں کرے تو ہم کہیں گے کہ یہ بات عقل کے خلاف ہے۔'' (ماخوذ از الفضل 14 اگست 1956 صفحہ 4 جلد 45/10 نمبر 189)

پس حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں تو آپ کی زندگی میں پوری ہوئیں اور آج تک ہو رہی ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ جماعت کی روزانہ ترقی اس کی دلیل ہے، اس کا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر جس طرح ہو رہی ہیں ان کو نظر نہ آنے والوں کو بھی بصارت عطا فرمائے کہ وہ ان کو دیکھیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر لمحہ اپنے ایمان میں مضبوط تر کرتا چلا جائے۔

ایم ٹی اے کے پروگرام

4 جون 2015ء

12:25 am	فرنچ سروس
1:30 am	دینی وفقہی مسائل
2:10 am	کڈز ٹائم
2:55 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 14۔اگست 2009ء
4:00 am	انتخاب سخن
5:10 am	عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم
5:45 am	الترتیل
6:15 am	تعلیم وتربیتی کلاس
7:15 am	دینی وفقہی مسائل
8:00 am	شام غزل
9:55 am	لقاء مع العرب
11:05 am	تلاوت قرآن کریم
11:20 am	درس ملفوظات
11:30 am	یسرنا القرآن
11:50 am	بیت Carwley کا افتتاح
1:30 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:30 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
3:20 pm	انڈونیشین سروس
4:35 pm	جاپانی سروس
5:20 pm	تلاوت قرآن کریم
5:35 pm	درس ملفوظات
5:55 pm	یسرنا القرآن
6:15 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015ء (بنگلہ ترجمہ)
8:25 pm	آؤ اردو سیکھیں
8:50 pm	Persian Service
9:20 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
10:15 pm	یسرنا القرآن
10:35 pm	عالمی خبریں
10:55 pm	بیت Crawley کا افتتاح

موبائل فون کی بیٹری ٹائمنگ بڑھانے کیلئے چند مفید باتیں

سمارٹ فونز میں سب سے بڑا مسئلہ بیٹری لائف میں تیزی سے کمی ہے۔ چند ایسی باتیں ہیں جن پر عمل کر کے فون کی بیٹری کو زیادہ عرصہ تک استعمال کر سکتے ہیں۔

لوکیشن سروس

کچھ ایپس ایسی ہوتی ہیں جو فون کو ٹریک کرتے ہوئے ایپ کے ذریعے اپ ڈیٹس دیتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے بیٹری کی لائف کم ہو جاتی ہے لہٰذا اس سروس کو بند کر کے بیٹری کو زیادہ دیر تک استعمال کیا جاتا ہے۔

نوٹیفکیشن

جب بھی نئے نوٹیفکیشن آتے ہیں تو فون کی لائیٹ آن ہوتی ہے یا وہ وائبریٹ کرتا ہے جس کی وجہ سے بیٹری استعمال ہوتی ہے۔ لہٰذا نوٹیفکیشن کو بند کرنے سے بیٹری کو بڑھایا جا سکتا ہے۔

غیر استعمال شدہ ایپس

جب بھی کوئی ایپ استعمال کریں تو انہیں مکمل طور پر بند کریں، اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو وہ بیک اینڈ پر بیٹری کا استعمال جاری رکھیں گی اور آپ کے فون کی بیٹری لائف کم ہوتی جائے گی۔

برائٹنس میں کمی

فون کی برائٹنس میں کمی کر دیں تو اس طرح بیٹری کم ضائع ہوگی۔

وائی فائی بند کر دیں

اگر آپ انٹرنیٹ سروس کا استعمال اپنے وائی فائی سے نہیں کر رہے تو اسے بند کر دیں کہ اس طرح بیٹری کم ضائع ہوگی۔

فون کو ٹھنڈا رکھیں

جیسے جیسے درجہ حرارت بڑھتا ہے بیٹری کی لائف کم ہوتی جاتی ہے لہٰذا کوشش کریں کہ اپنے فون کو گرمی سے بچایا جائے۔

گہرے رنگ کا وال پیپر

اگر آپ سیاہ یا گہرے رنگ کا وال پیپر استعمال کریں گے تو فون کی سکرین پر موجود پکسلز کو چمکنے کیلئے زیادہ توانائی کی ضرورت نہیں ہوگی اور کم بیٹری لگے گی۔

ایئر پلین موڈ

اگر آپ کسی ایسے علاقے میں ہیں جہاں سگنلز نہیں آ رہے تو اپنے فون کو ایئر پلین موڈ پر کر دیں ورنہ آپ کا موبائل نیٹ ورک کی تلاش میں رہے گا اور زیادہ بیٹری استعمال کرے گا۔

بیٹری گورو

اگر آپ اینڈرائیڈ استعمال کرتے ہیں تو کوالکوم کی جانب سے بنائی گئی ایپ ''سنیپ ڈریگن گرو بیٹری'' ڈاؤن لوڈ کر لیں۔ جو خود ہی آپ کی عادات کو دیکھتے ہوئے فون کو ایڈجسٹ کرتے ہوئے بیٹری بچائے گی۔ (روزنامہ نئی بات 30 مارچ 2015ء)

ناخن پر لگانے والا سمارٹ سٹیکر

امریکی ماہرین نے ایسا سٹیکر تیار کیا ہے جس کے نیچے باریک سرکٹ موجود ہے جو صرف انگلی لہرانے سے ہی ایک میسج تیار کر سکتا ہے۔ اس ایجاد کو NailO کا نام دیا گیا ہے۔ اس سٹیکر پر 4 تہیں موجود ہیں جن میں سب سے اوپر رنگین پرت، دوسری پر سینسر، تیسرے پر مائیکرو چپس اور کنٹرولر اور بلوٹوتھ اور چوتھی پر بیٹری ہے جبکہ یہ سٹیکر 2 گھنٹے تک پیغام نشر کر سکتا ہے، اس جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے چھوٹے ایس ایم ایس اور ای میل پیغامات کو صرف انگوٹھا گھمانے سے بھیجا جا سکتا ہے۔

(روزنامہ نئی بات)

ربوہ میں طلوع وغروب 2 جون

طلوع فجر	3:25
طلوع آفتاب	5:01
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	7:12

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

2 جون 2015ء

6:30 am	دورہ مشرق بعید
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	گلشن وقف نو
1:55 pm	سوال وجواب
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015ء (سندھی ترجمہ)

خالص سونے کے دلکش ودیدہ زیب زیورات بنوانے کے لئے تشریف لائیں
داؤد جیولرز لاہور
ہمارے ہاں نئے وپرانے زیورات کی خرید وفروخت بھی کی جاتی ہے
دکان پر تشریف لانے سے پہلے فون کر لیں 0321-4441713

لاثانی گارمنٹس
لیڈیز جینٹس اینڈ چلڈرن امپورٹڈ اینڈ ایکسپورٹ کوالٹی گارمنٹس، پینٹ شرٹ، پینٹ کوٹ شیروانی سکول یونیفارم، لیڈیز شلوار قمیص، ٹراؤزر شرٹ
فضل عمر مارکیٹ بانو بازار ربوہ
047-6215508,0333-9795470

خدا کے فضل ورحم کے ساتھ
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
سونے کے زیورات کے جدید اور اعلیٰ منفرد ڈیزائن
گولڈ پیلس جیولرز
بلڈنگ ایم ایف سی اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر: طارق محمود اظہر
03000660784
047-6215522

عمر اسٹیٹ اینڈ بلڈرز
لاہور میں جائیداد کی خرید وفروخت کا با اعتماد ادارہ
278-H2 مین بلیوارڈ جوہر ٹاؤن لاہور
چیف ایگزیکٹو: چوہدری اکبر علی
0300-9488447
042-35301547,35301548
042-35301549,35301550
E_mail:umerestate786@hotmail.com

قابل علاج امراض
ہیپاٹائٹس۔ شوگر۔ بلڈ پریشر
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
فون: 047-6211510
0344-7801578
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

WARDA فیبرکس
تبدیلی آ نہیں رہی تبدیلی آ گئی ہے لان ھی لان
کرینکل شفون دوپٹہ 4P کلاسک لان 3P ڈیزائنر لان شرٹ پیلس
400/450 750/- 950/-
0333-6711362 چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

Deals in HRC,CRC,EG,P&O,
Sheets &Coil
JK STEEL
Lahore

امتیاز ٹریولز انٹرنیشنل
بالمقابل ایوان محمود ربوہ
گورنمنٹ لائسنس نمبر 4299
اندرون ملک اور بیرون ملک ٹکٹوں کی فراہمی کا ایک با اعتماد ادارہ
TeL:047-6214000,Fax:047-6215000
Mob:0333-6524952
E_mail:imtiaztravels@hotmail.com

احمد ٹریولز انٹرنیشنل
گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون وبیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

Education Concern
Study Abroad
Get Admission in Top Level Universities / Colleges / Schools in UK, USA, Canada, Australia, New Zealand, Malaysia, Ireland, Holland & China.
IELTS™
English for International Opportunity
Training & Testing Center
Training By Qualified Teachers
International College of Languages
ICOL
Visit / Settlement Abroad:
Jalsa Visa
Apeel Cases
Visit / Business Visa.
Family Settlement Visa.
Supper Visa for Canada.
EC Education Concern
Education Concern® (British Council Trained Education Consultant)
67-C, Faisal Town, Lahore
042-35162310/35177124/ 0302-8411770/0331-4482511
www.educationconcern.com
info@educationconcern.com
Skype ID: counseling.educon

خوشخبری
ٹاپ برانڈز ڈیزائنرز سوٹ فور سیزن دستیاب ہیں
انصاف کلاتھ ہاؤس
ریلوے روڈ۔ ربوہ فون شو روم: 047-6213961